OPEN ACCESS
Al-Azvā الاضواء
ISSN 2415-0444 ;E 1995-7904
Volume 36, Issue, 56, 2021
www.aladwajournal.com

قرآن کریم میں مذکور قصہ حضرت آدم علیہ السلام کے ثقافتی مظاہر

The Cultural Phenomena of the Story of Haḍrat Ādam A.S. in the Holy Qur'ān

Sanober Islam *(corresponding author)*
Lecturer, Department of Islamic Studies
Govt. Post Graduate College, Town Ship Lahore, Pakistan

Dr. Irfan Khalid Dhillon
Professor (R) Department of Islamic Studies
University of Engineering and Technology Lahore, Pakistan

Abstract

KEYWORDS

Culture ; Adam ; Eve
Beliefs ; Values

With the creation of Haḍrat Ādam (A.S) and his wife Eve, the first human beings on Earth, the genesis of first human culture was established. Supported and guided by the Creator, the humanity started its cultural journey from the Heavens and, later on, ascended on Earth to live a life full of beliefs, values, social norms, institutions and material artifacts.in this short piece of research we have tried to analyze different aspects of the cultural and social life of Haḍrat Ādam (A.S) and his family. Divided into two parts, the first part deals with the creation of Man. In the second part we have reviewed the cultural phenomena found in the first human society.

Date of Publication:
31-12-2021

تمہید:

اللہ تعالی ہی دنیا کے پہلے انسانی کلچر یا ثقافت کے خالق ہیں۔ آدم علیہ السلام اور ان کی زوجہ حوا کی صورت میں پہلا انسانی خاندان (Family) وجود میں آیا جس سے انسان کے معاشرتی اور ثقافتی ارتقائی سفر کا آغاز ہوا۔ قرآن کریم میں حضرت آدم علیہ السلام کا قصہ در حقیقت انسان کی کہانی ہے۔ اس قصہ میں کچھ ایسے حقائق ہیں جو چند بنیادی سماجی اور ثقافتی سوالات کا جواب دیتے ہیں، مثلاً اس کائنات میں انسان کا حقیقی مقام و مرتبہ کیا ہے؟ کیا انسان کا وجود ایک انفرادی وجود ہے یا وہ کوئی اپنا اجتماعی وجود بھی رکھتا ہے؟ کیا انسان کو اس دنیا میں رہنے کے لئے دوسروں کی راہنمائی کی ضرورت ہے یا نہیں؟ درج ذیل سطور میں ہم نے انہی سوالات کا جائزہ لیتے ہوئے قصہ حضرت آدم میں مذکور ثقافتی مظاہر کی نشاندہی کی ہے۔ مقالہ کو میں نے دو حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ پہلے حصہ میں ثقافت کا تعارف اور قرآنی قصہ آدم کا تجزیاتی مطالعہ کیا جائے گا۔ جبکہ دوسرے حصہ میں پہلے انسانی کلچر کے ثقافتی مظاہر کا جائزہ لیا جائے گا۔

ثقافت کا تعارف:

عربی اور اردو زبان کا لفظ "ثقافت" ثَقِفَ سے مشتق ہے۔ عربی زبان میں ثقافت کا لفظ مندرجہ ذیل معانی میں استعمال ہوتا ہے: عقلمند ہونا، سرعت سے سیکھنا اور سمجھنا، کسی چیز کو کامیابی سے حاصل کرنا، ٹیڑھی چیز کو سیدھا کرنا، مہذب بنانا۔[1] بڑی مغربی زبانوں، مثلاً انگریزی فرانسیسی اور جرمن، میں ثقافت کے مترادف کے طور پر لفظ CULTURE بولا جاتا ہے۔ اصلاً یہ لاطینی زبان کے لفظ COLERE سے مشتق ہے، جس کا معنی ہوتا ہے: کاشت کاری، پودے لگانا، کھیتی باڑی کرنا وغیرہ[2]۔

پورے طریقہ زندگی کو کلچر کہتے ہیں جس میں عقائد وافکار، زندگی کے آداب ورسوم، زندگی کے روزمرہ محاورات، فنون، ادب، موسیقی، مصوری وغیرہ سبھی کچھ شامل ہوتا ہے ۔ عمرانی علوم میں کلچر کی سب سے مشہور اور مستند تعریف وہی ہے جو برطانوی ماہر انسانیات ای بی ٹائلر (E.B. Tylor 1832-1917) نے کی:

> Culture or civilization, taken in its wide ethnographic sense, is that complex whole which included knowledge, belief, art, morals, law, custom and any other capabilities and habits acquired by man as a member of society.[3]

لفظ "آدم" قرآن مجید میں پچیس مرتبہ ذکر ہوا ہے۔[4] قرآنِ مجید نے سیدنا آدم علیہ السلام کے قصہ کو تین حصوں میں تقسیم کیا ہے: اول، تخلیقِ آدم علیہ السلام۔ دوم، حضرت آدم علیہ السلام کا جنت میں قیام۔ سوم، حضرت آدم علیہ السلام کا جنت سے خروج اور ہبوطِ ارض۔

تخلیق ابو البشر حضرت آدم علیہ السلام:

تخلیقِ انسانی کے مذہبی نظریہ کے مطابق آدم اس کائنات کا پہلا انسان ہے۔ تخلیقِ انسان سے پہلے رب تعالی نے کائنات بنائی اور انسان کی ضروریات کے پیشِ نظر مختلف اشیاء پیدا کیں۔ زمین دو دن میں بنائی، دو دن میں ساتوں آسمان بنائے اور چار دنوں میں غذائیں پیدا کیں اور آدم علیہ السلام کو جمعہ کے روز آخری گھڑی میں تخلیق کیا۔[5]

تخلیقِ انسان کے اسباب:

قرآنِ مجید نے تخلیقِ آدم علیہ السلام کے واقعہ کو چار پہلوؤں سے بیان کیا ہے۔

ا۔ سببِ تخلیق آدم علیہ السلام:

قرآنِ مجید کے مطابق تخلیقِ آدم یا تخلیقِ انسان کا سبب انسان کو خلافتِ ارضی عطا کرنا ہے۔ لفظ "خلیفہ" کے لغوی معنی "قائم مقام" یا "نائب" کے ہوتے ہیں۔ امام حسن بصریؒ نے اس لفظ کی توضیح کرتے ہوئے اس کے ثقافتی اور سماجی رنگ کو بھی اجاگر کیا ہے۔ ثقافت یا کلچر کی ایک اہم خوبی یہ ہے کہ وہ ایک نسل سے دوسری نسل کو منتقل ہوتا رہتا ہے۔ فرماتے ہیں کہ خلیفہ سے مراد وہ لوگ ہیں جو یک بعد دیگرے آئیں، یہ آدم کی اولاد ہے جو ان کے بعد اس دنیا میں آئے گی، اور ہر نسل پہلی نسل کی ذمہ داریاں سنبھالے گی۔[6] انسان کو خلیفہ بنانے کے اسی ثقافتی پہلو کی طرف اشارہ کرتے ہوئے سید قطب (۱۹۰۶۔۱۹۶۶ء) اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں:

> "یہ عالمِ بالا کی خاص مشیت ہے کہ اس کائنات میں پیدا کئے جانے والے اس نئے انسان کو اس زمین کے تمام اختیارات دے دئے جائیں، اسے دنیا میں آزاد چھوڑ دیا جائے اور اس کائنات کے مقصدِ تخلیق اور اسے عدم سے وجود میں لانے غرض وغایت کا اظہار اور اس کے بروئے کار لانے کا کام اس انسان کے سپرد کر دیا جائے، اور اس انسان کو اس زمین کی تحلیل وترکیب، اسکی تبدیلی اور ترقی، اور اس کے اندر پوشیدہ خزانوں کا کھوج لگانے اور اسے مسخر کرنے کے کام میں لگا دیا جائے۔"[7]

۲۔ مادہ تخلیقِ آدم علیہ السلام:

انسان اور مٹی کا باہمی رشتہ: حضرت آدم علیہ السلام کی جس مادہ سے تخلیق ہوئی تھی، قرآن مجید نے اس کے لئے چھ الفاظ استعمال کئے ہیں۔ یہ چھ الفاظ حقیقت میں مادہ تخلیق پر وارد ہونے والے چھ تغیراتی مراحل کی نشاندہی کرتے ہیں۔ یہ مدارج قرآن مجید میں ترتیب وار بیان ہوئے ہیں۔[8]

ا۔ تُراب (مٹی یا خاک): ﴿خَلَقَهُ مِن تُرَابٍ﴾ [آل عمران :59](ترجمہ: اللہ نے اسے مٹی سے پیدا کیا۔) **۲۔ طِین (گارا):** ﴿ وَبَدَأَ خَلْقَ الْإِنسَانِ مِن طِينٍ ﴾[السجدة: 7](ترجمہ: اس نے انسان کی تخلیق کی ابتدا گارے سے کی۔)**۳۔ طین لازب (لیس دار گارا):** ﴿إِنَّا خَلَقْنَاهُم مِّن طِينٍ لَّازِبٍ ﴾[الصافات: 11] (ترجمہ: ان کو تو ہم نے لیس دار گارے سے پیدا کیا ہے۔)**۴۔ صلصال ۵۔ حمأمسنون ۶۔ فخّار:** یعنی وہ سڑا ہوا گارا جو سوکھنے کے بعد پکی ہوئی مٹی کے ٹھیکرے جیسا ہو جائے۔[9] ارشاد ہے: ﴿وَمِن صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَإٍ مَّسْنُونٍ﴾[الحِجر :26](ترجمہ: ہم نے انسان کو سڑی ہوئی مٹی کے سوکھے گارے سے بنایا۔) دوسرے مقام پر ہے: ﴿مِن صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ﴾[الرحمن:14](ترجمہ: انسان کو اس نے ٹھیکری جیسے سوکھے سڑے گارے سے بنایا۔)

۳۔ عملِ تخلیقِ آدم علیہ السلام:

آدم علیہ السلام کی تخلیق کا عمل بھی کئی مراحل سے گزرا۔ پہلے مرحلے میں سب سے پہلے اللہ تعالی نے زمین سے مٹی اکٹھی کرنے کا حکم دیا۔ فرشتے کئی جگہوں سے مختلف رنگ کی مٹی اکٹھی کر کے لے آئے۔[10] جامع ترمذی کی روایت کے الفاظ کے مطابق: اللہ نے ساری زمین سے ایک مٹھی بھر مٹی لی، اسی وجہ سے سرخ، کالے، سفید، درمیانے، نرم، سخت، برے اور اچھے لوگ ہوتے ہیں۔[11] دوسرے مرحلے میں مٹی لائے جانے کے بعد اسے گوندھا گیا، اور پھر اللہ تعالی نے اپنے مبارک ہاتھوں سے آدم علیہ السلام کی مورت بنائی۔ یہ مورت چالیس روز تک بے جان پڑی رہی۔[12] تیسرے مرحلے میں اللہ تعالی نے آدم علیہ السلام کے بے حسّ اور ساکت جسم میں اپنی روح پھونکی اور اسے حیات عطا کی۔ نفخ روح کا عمل سر سے شروع ہو کر، پیٹ سے ہوتا ہوا، پاؤں تک گیا۔[13]

حضرت آدم علیہ السلام کا حلیہ:

احادیث میں آدم علیہ السلام کی شکل وصورت کے متعلق چار چیزوں کا ذکر آتا ہے: ا۔ آپ ایک طویل کھجور کے درخت جیسے، ساٹھ ذراع (تقریبا ۲۷ میٹر) لمبے تھے۔ ۲۔ آپ سات ذراع (تقریبا ۴ میٹر) چوڑے تھے۔ ۳۔ جسم پر بال زیادہ تھے۔ ۴۔ ستر ڈھکا ہوا تھا۔[14]

تخلیقِ آدم اور ڈارون ازم (Darwinism):

جدید علم الانسان(Anthropology) جو انسانی تخلیق کے حوالہ سے برطانوی ماہر حیاتیات چارلس ڈارون (Charles Darwin 1809-1882) کے نظریہ ارتقا(Evolution Theory) کا قائل ہے کے مطابق انسان بن مانس کی نسل سے تھا۔ اس نظریہ پر عبد الوہاب نجّار نقد کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"یہ ایک نا قابلِ انکار حقیقت ہے کہ ڈارون کا نظریہ اپنی سنجیدگی اور علمی پختگی میں اس حد تک نہیں پہنچ سکا کہ اسے ایک ایسا قطعی اور یقینی امر قرار دیا جاسکے.....اس لئے ایک مسلمان کے لئے یہ بات کسی بھی طرح معقول نہیں کہ وہ اپنے اس عقیدہ کو جو اس نے قرآن کی نصوص سے اخذ کیا ہو ایک ایسے نظریہ کی وجہ سے ترک کر دے جو ابھی تک دائرہ ظن و تخمین سے نکل کر پایہ ثبوت تک بھی نہ پہنچا ہو۔"[15]

یومِ تخلیقِ آدم علیہ السلام:

حضرت آدم کی پیدائش یوم جمعہ کو ہوئی۔ حدیث ہے کہ یہ بہترین دن ہے۔ اسی روز آدم پیدا ہوئے ۔[16]

حضرت آدم علیہ السلام کا جنت میں قیام اور ثقافتی زندگی:

ایک مثالی معاشرہ میں افراد کو اپنی زندگی کے فیصلے کرنے کی آزادی ہوتی ہے۔ یہ آزادی لا محدود نہیں ہوتی ۔ اسی لئے افراد کو کچھ کام یا افعال سے روک دیا جاتا ہے۔ اسے ہم سماجی ضبط یا Social Control بھی کہہ سکتے ہیں۔ اس سماجی کنٹرول کی تربیت کے لئے آدم اور ان کی زوجہ کو کھانے پینے کی مکمل آزادی دی گئی، ساری سہولتیں بہم فراہم کردی گئیں، [طه: 118-119] لیکن ساتھ ہی ایک درخت کے قریب جانے سے منع کر دیا گیا [البقرة:35]۔

خانوادہ آدم علیہ السلام کے ملائکہ اور ابلیس سے سماجی و ثقافتی تعلقات:

آدم اور ان کی بیوی جنت میں ہیں۔ وہیں قرب وجوار میں دو گروہ ملائکہ اور جنات یعنی ابلیس بھی تھے۔ درج ذیل سطور میں ان تینوں کردار آدم یعنی انسان، ملائکہ اور ابلیس اوران کے باہمی ثقافتی تعلقات کا جائزہ لیں گے۔

آدم۔ملائکہ سماجی و ثقافتی تعلقات:

ملائکہ وہ ہستیاں ہیں جن سے اللہ اپنی اس عظیم الشان سلطنت کی تدبیر وانتظام میں کام لیتا ہے۔ یہ اللہ تعالی کی نورانی مخلوق ہیں۔[17] وہ نیک بندے ہیں۔ اللہ کے حکم سے تجاوز نہیں کرتے اور اس سے ڈرتے ہیں۔[18] وہ ہر وقت اللہ رب العزت کی تسبیح و تحمید میں مشغول رہتے ہیں۔[19] وہ اللہ کی مقرب مخلوق ہیں۔[20] ملائکہ نے اپنی کم علمی کا

اعتراف کرتے ہوئے تخلیق آدم کے متعلق امر ربّی کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دیا تھا۔ لیکن آدم علیہ السلام کی تکمیل تخلیق سے پہلے فرشتوں کے دل میں ایک کسک سی ضرور نظر آتی ہے تب ہی تو وہ یہ سرگوشی کرتے ہوئے نظر آتے ہیں: "ہمارا پروردگار جب کوئی مخلوق بنائے گا ہم اس سے زیادہ علم والے اور اس سے زیادہ معزز ہوں گے۔"[21]

آدم۔ ابلیس سماجی و ثقافتی تعلقات:

قرآن نے ابلیس کے تعارف میں اسکی چند خصوصیات ذکر کی ہیں: ا۔ یہ جنات میں سے تھا۔ ۲۔ آگ سے اس کی تخلیق ہوئی۔ ۳۔ صاحب اولاد ہے۔ اس کے نام کے بارے مختلف روایات ہیں۔ پہلی کے مطابق اس کا نام حارث تھا۔[22] دوسری روایت کہتی ہے اس کا نام عزازیل تھا۔[23] اس کی ذمہ داریوں کے بارے میں بھی مختلف روایات ہیں۔ ایک روایت کے مطابق یہ جنت کا خازن تھا۔ علامہ جلال الدین سیوطیؒ (849 - 911 ھ) حضرت ابن عباس کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ یہ جنتیوں کا داروغہ اور ذمہ دار تھا۔[24] ایک اور روایت یہ کہتی ہے کہ یہ آسمان دنیا کے انتظامات پر معمور فرشتوں کا سربراہ تھا۔[25] جبکہ تیسری تاریخی روایت کے مطابق یہ زمین کا حکمران تھا۔[26]

شیطان اور انسان کا تعلق حسد، نفرت، تکبر اور عداوت کی ایک ازل تا ابد داستان ہے۔ لہٰذا شیطان کسی بھلے روپ میں بھی ہو تو بھی وہ ہرگز انسان کا دوست نہیں ہو سکتا۔ چناں چہ ہم دیکھتے ہیں کہ آدمؑ کی ابھی تخلیق بھی نہیں ہوئی تھی وہ ایک بے جان ساکت جسم کی حالت میں تھے تو ابلیس ان کے منہ سے داخل ہوتا اور دوسری طرف سے نکل جاتا اور کہتا میں اس مخلوق جس کو اللہ تعالیٰ خود اپنے ہاتھ سے پیدا فرما رہے ہیں کو اپنا رقیب محسوس کرتا ہوں۔[27]

اللہ تعالیٰ نے آدمؑ کو چار شرف عطا کیے۔ پہلا شرف کہ اپنے ہاتھوں سے پیدا کیا۔ دوسرا شرف یہ تھا کہ آدم میں اپنی روح پھونکی۔ تیسرا شرف یہ کہ آدم کو مسجود ٹھہرایا اور چوتھا یہ کہ اسے خود تعلیم دی۔ اس پر سیخ پا ہو کر شیطان نے اللہ تعالیٰ سے قیامت تک مہلت مانگ لی کہ وہ انسان کو گمراہ کرے گا۔ مولانا اصلاحی کہتے ہیں:

> "(شیطان) ہر جہت، ہر سمت، ہر پہلو سے انسان پر حملہ کرے گا۔ وہ اس کے مشاہدات، احساسات، جذبات، اور خواہشات کے اندر گھسنے کی کوشش کرے گا۔ وہ اس کے فکر، فلسفہ، علم، ہر چیز کو مسموم کرے گا۔ وہ اس کی تحقیق، تنقید، تصنیف، ادب، آرٹ، لٹریچر ہر چیز میں اپنا زہر گھولے گا۔ وہ اس کے تہذیب، تمدن، معیشت، معاشرت، فیشن، کلچر، سیاست اور مذہب کے اندر فساد برپا کرے گا۔"[28]

حضرت آدم علیہ السلام کا جنّت سے خروج اور ھبوط ارض:

آدم وحوّا حکم ربانی کے مصداق جنت میں رہائش پذیر تھے، تو حسد ور قابت کے جذبات میں ڈوب کر شیطان ان کو وہاں سے نکلوانے کی تدابیر کرنے لگا۔ اس نے جنت سے بے دخل کروانے کی منصوبہ بندی میں مختلف انداز اپنائے، وسوسہ اندازی کی، آدم وحوّا علیہما السلام کو اپنی خیر خواہی کا یقین دلایا اور قسم اٹھانے سے بھی باز نہ آیا۔ بالآخر دونوں شیطان کے بہکاوے میں آگئے اور ممنوعہ شجر کو چکھ لیا۔ کھاتے ہی دونوں کے ستر کھل گئے اور جنتی لباس اتر گیا۔ شرم کے مارے وہ اپنے جسم کو جنت کے پتوں سے ڈھانپنے لگے۔ اللہ تعالی سے معافی مانگی۔ رب تعالی نے معاف کر دیا اور انسانوں کو شیطان سمیت جنت سے نکال دیا اور بقیہ زندگی زمین پر بسر کرنے کا حکم دے دیا۔

جنت میں مدت قیام:

حضرت آدم علیہ السلام کا جنت میں عرصہ قیام ۱۰۰ سال اور دوسری روایت کے مطابق 60 سال ہے۔[29]

حضرت آدم علیہ السلام کی ثقافت کے مظاہر:

قرآن کریم میں مذکور حضرت آدم علیہ السلام اور انکی اولاد کے ثقافتی مظاہر کا تجزیہ دو طرح سے کیا جاسکتا ہے۔ اول، غیر مادی ثقافتی مظاہر۔ دوم، مادی ثقافتی مظاہر۔ درج ذیل سطور میں ہم دونوں کا الگ الگ جائزہ لیتے ہیں۔

الف۔ غیر مادی ثقافت:

ا۔ عقائد وافکار :

الف۔ عقیدہ الوہیت وربوبیت: پہلے انسانی معاشرہ میں اللہ کی الوہیت وربوبیت کا عقیدہ پوری آب وتاب سے موجود تھا۔ قرآنی قصہ کے مطابق جب آدم علیہ السلام کے بیٹے نے اپنے دوسرے بھائی سے لڑنا چاہا، تو اس نے یہ کہتے ہوئے انکار کر دیا: ﴿اِنِّیۡۤ اَخَافُ اللّٰہَ رَبَّ الۡعٰلَمِیۡنَ﴾ [المائدة: 28] (ترجمہ: میں تو اللہ رب العالمین سے ڈرتا ہوں۔

ب۔ عقیدہ نبوت: حضرت آدم علیہ السلام اللہ کے نبی تھے۔ ان کے منصبِ نبوت پر فائز ہونے کا ہمیں اس آیت سے پتہ لگتا ہے: ﴿ثُمَّ اجۡتَبٰہُ رَبُّہٗ﴾ [طه: 122] (ترجمہ: پھر ان کے رب نے انہیں چن لیا۔)

ج۔ عقیدہ یوم آخرت: جب ابلیس نے سجدہ سے انکار کر دیا، تو اللہ تعالی نے اسے جنت سے نکال دیا: ﴿وَّ اِنَّ عَلَیۡکَ اللَّعۡنَۃَ اِلٰی یَوۡمِ الدِّیۡنِ﴾ [الحجر: 35] (ترجمہ: اور تجھ پر قیامت کے دن تک پھٹکار پڑی رہے گی۔)

د۔عقیدہ عذابِ جہنم: واقعہ آدم وابلیس میں ہمیں جہنم یا دوزخ کا تصور بھی نمایاں شکل میں نظر آتا ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹے نے اپنے بھائی کو ظلم وزیادتی سے روکنے کے لیے اسے جہنم کی آگ سے ڈرایا تھا۔ قرآن میں ہے:﴿ فَتَكُوْنَ مِنْ اَصْحٰبِ النَّارِ﴾ [المائدة: 29](ترجمہ: اور دوزخیوں میں شامل ہو۔)

ہ۔عقیدہ کفر: واقعہ آدم وابلیس میں ہمیں عقیدہ کفر کی طرف بھی اشارہ ملتا ہے۔ ارشاد ہوا: ﴿ وَ كَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ﴾ [البقرة:34] (ترجمہ: اور کافروں میں شامل ہو گیا۔)

۲۔اقدار(Values): رب کائنات نے آدم علیہ السلام کے ذریعے جس پہلی انسانی ثقافت کی بنیاد رکھی، اس کی متعدد اعلی اقدار قصہ آدم میں ہمیں نظر آتی ہیں۔

الف۔تقوی: متقی یا پرہیز گار ہونا ایک پسندیدہ خصلت اور قدر تھی۔ اسی لئے جب ایک بیٹے کی قربانی قبول نہ ہوئی، اور اسے غصہ آیا، تو نیک بیٹے نے معیارِ ثقافت کو آشکار کرتے ہوئے کہا:﴿ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ﴾[المائدة: 27] (ترجمہ: اللہ تو ان لوگوں سے (قربانی) قبول کرتا ہے جو متقی ہوں ۔)

ب۔خوفِ خدا: ہمیں حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد میں خوف الہی کی اعلی قدر نظر آتی ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹوں میں اختلاف جب لڑائی کی شکل اختیار کرنے لگا تو ایک بیٹے (ہابیل) نے اپنے دوسرے بھائی سے کہا:﴿ اِنِّيْٓ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ﴾ [المائدة: 28] (ترجمہ: میں تو اللہ رب العالمین سے ڈرتا ہوں۔)

ج۔ہدایت یافتہ ہونا: حضرت آدم علیہ السلام کی ثقافت میں ہدایت یافتہ ہونا یا اللہ کے صحیح راستہ پر ہونا اچھائی کا معیار تھا۔ اللہ تعالی نے اولادِ آدم کو زمین پر روانہ کرنے سے پہلے فرمایا تھا: ﴿فَمَنْ تَبِعَ هُدَایَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ﴾ [البقرة:36] (ترجمہ: تو جو لوگ میری ہدایت کی پیروی کریں گے ان کو نہ کوئی خوف ہو گا۔)

د۔شکر: شکر کا تصور بھی ملتا ہے۔ ارشاد ہوا: ﴿وَ لَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شٰكِرِيْنَ﴾ [الاعراف:17] (ترجمہ: اور تو ان میں سے اکثر لوگوں کو شکر گزار نہیں پائے گا۔)

ہ۔شیطان سے نفرت وعداوت: انسان اور شیطان کی دشمنی وعداوت روز اول سے قائم ہے۔ چنانچہ فرمایا:﴿اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ﴾ [البقرة: 36] (ترجمہ: اب تم سب یہاں سے اتر جاؤ، تم ایک دوسرے کے دشمن ہو گے)

و۔شرم وحیا: انسان شرم وحیا کے سبب فطرتاً ننگے رہنے کو ناپسند کرتا ہے۔حدیث میں بھی مذکور ہے کہ جب آدم جنت سے باہر نکلنے تو اچانک ایک درخت نے انہیں دبوچ لیا۔اللہ تعالی نے پکارا: آدم! مجھ سے بھاگ رہو ہے کیا؟تو آدم علیہ السلام نے عرض کی:اے میرے رب!مجھے اپنی خطا کی وجہ سے آپ سے شرم آرہی ہے۔[30]

۳۔معمولات وروّیے:

حضرت آدم علیہ السلام کے قصہ میں ہمیں چند ثقافتی معمولات وروّیے بھی نظر آتے ہیں:

الف۔توبہ: حضرت آدم علیہ السلام کے ہاں توبہ کا تصور بھی ملتا ہے:﴿فَتَابَ عَلَيْهِ﴾ [طه:122] (ترجمہ: چنانچہ ان کی توبہ قبول فرمائی۔)

ب۔نصیحت وخیر خواہی: نصیحت یا خیر خواہی کا رویہ بھی اس معاشرہ میں نظر آتا ہے۔ ابلیس نے کہا:﴿ اِنِّيْ لَكُمَا لَمِنَ النّٰصِحِيْنَ﴾[الاعراف:21] (ترجمہ: میں تمہارے خیر خواہوں میں سے ہوں۔)

ج۔ظلم ومغفرت ورحم: حضرت آدم وحضرت حواء علیہما السلام نے پھل کھانے کی غلطی کے ارتکاب کے بعد معافی کے لیے جو دعا کی اس میں ہمیں یہ تین ثقافتی رویے ملتے ہیں۔وہ دعا یہ ہے:﴿ رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَ اِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَ تَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ﴾ [الأعراف:23] (ترجمہ:اے ہمارے پروردگار!ہم اپنی جانوں پر ظلم کر گزرے ہیں، اور اگر آپ نے ہمیں معاف نہ فرمایا اور ہم پر رحم نہ کیا تو یقینا ہم نامراد لوگوں میں شامل ہو جائیں گے۔)

د۔ندامت: قابیل اپنے بھائی کو قتل کرنے کے بعد بہت شرمندہ ہوا۔ بندہ جب کوئی گناہ کر گزرتا ہے، تو ندامت وشرمندگی کا ایک احساس اس کے اندر خود بخود ابھرتا ہے:﴿فَاَصْبَحَ مِنَ النّٰدِمِيْنَ﴾ [المائدة:31] (ترجمہ: (قابیل)بڑا شرمندہ ہوا۔)

ھ۔متکبّرانہ انکار: تکبر وہ اخلاقی بیماری ہے جس کی وجہ سے انسان خود کو بڑا سمجھتا ہے اور دوسروں کو حقیر وذلیل۔ اس مرض کا آغاز شیطان ابلیس سے ہوا تھا۔اس نے آدم کے خلاف کھلی عصبیت کا اظہار کیا ۔شیطان نے متکبرانہ انداز سے اللہ کے حکم کا انکار کر دیا اور آدم کو سجدہ نہ کیا۔

و۔احساس گناہ کا تصور: گناہ کرنے والے انسان کو اپنے گناہوں کا وبال اٹھانا پڑے گا ۔انسانی معاشرے کو خیر کے راستے پر قائم رکھنے کے لئے حضرت آدم کی اولاد میں یہ بنیادی فکر اور رویہ موجود تھا۔ آدم علیہ السلام کے مظلوم بیٹے

نے اسی احساسِ گناہ کا واسطہ دے کر اپنے بھائی کو ظلم سے روکنے کی کوشش کی تھی۔ ارشاد ہے: ﴿اَنْ تَبُوْٓءَا بِاِثْمِیْ وَ اِثْمِكَ﴾ [المائدۃ: 29] (ترجمہ: انجام کار تم اپنے اور میرے دونوں کے گناہ میں پکڑے جاؤ۔)

۴۔ عبادات و رسوم:

قرآن کے مطابق انسان کو اللہ تعالی کی عبادت کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔۔ عبادت انسان کو اپنے رب سے روحانی طور پر جوڑے رکھتی ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام کی ثقافت میں جن مذہبی عبادات و رسوم کا تذکرہ ملتا ہے وہ یہ ہیں:

الف۔ قربانی: حضرت آدم علیہ السلام کے زیر انتظام انسانی معاشرے میں قربانی کی رسم موجود تھی۔ قرآن مجید کے مطابق حضرت آدم علیہ السلام کے دونوں بیٹوں نے قربانی پیش کی۔ سیدنا ابن عباس و سیدنا ابن مسعود کی روایت کے مطابق ہابیل نے ایک موٹا تازہ دنبہ اور قابیل نے کچھ اناج قربانی کے لیے پیش کیا۔[31]

ب۔ دعا: حضرت آدم و حضرت حواء علیہا السلام کے ہاں ہمیں دعا کا عمل بھی ملتا ہے۔

ج۔ **سجدہ:** قصہ آدم میں عملِ سجدہ کا ذکر بھی ملتا ہے۔ سجدہ کا لغوی معنی ہے: سر نیچے کرنا، جھکنا، عاجزی اور خاکساری کرنا اور اس کے فقہی معنی ہے زمین پر پیشانی رکھنا۔[32] امین احسن اصلاحی فرماتے ہیں کہ پچھلے مذاہب میں اس طرح کی تعظیم غیر اللہ کے لیے جائز تھی۔[33]

د۔ **تدفین:** زندگی اور موت لازم و ملزوم ہیں۔ اسی لیے پہلے انسانی معاشرے میں ہمیں انسان جہاں زندگی کی تگ و دو میں مصروف نظر آتا ہے وہیں مرنے کے بعد تدفین کی مختلف رسوم ادا کرتا ہوا بھی نظر آتا ہے۔ [المائدہ: 31]۔ جب حضرت آدم علیہ السلام نے ایک ہزار سال عمر پانے کے بعد وصال فرمایا تھا،[34] اس وقت بھی ہمیں تدفین کی مختلف رسومات نظر آتی ہیں۔ جن کی تفصیل یہ ہے: ا۔ جب آدم علیہ السلام فوت ہوئے تو فرشتوں نے آکر انہیں غسل دیا، لوبان کی دھونی دی۔ ۲۔ دوسرے مرحلے میں انھوں نے حضرت آدم علیہ السلام کو کفن پہنایا۔ ۳۔ پھر انہوں نے پہلے قبر کھودی پھر ان کو لحد میں اتارا۔ ۴۔ پھر فرشتوں نے نماز جنازہ پڑھی۔ اس نماز جنازہ میں چار تکبیرات کہی گئیں۔[35]

ہ۔ **قسم اٹھانا:** ایک فرد دوسرے فرد کے ساتھ یا اقوام آپس میں کوئی معاہدہ وغیرہ کرتے ہیں تو باہمی اطمینان و اعتماد کے لئے توثیق و تاکید ضروری سمجھتے ہیں۔ یہ قسم کی بنیاد ہے۔[36] پہلے انسانی معاشرے میں ہمیں قسم اٹھانے کی مذہبی و ثقافتی روایت بھی نظر آتی ہے۔ ابلیس نے آدم و حواء علیہا السلام کو ورغلانے کے لیے جھوٹی قسم کا سہارا لیا۔

کچھ مذہبی عبادات و رسوم کا تذکرہ احادیث میں ملتا ہے۔ وہ یہ ہیں:

و۔ز۔صلوۃ وطواف: جلال الدین سیوطی نے سیدنا ابن عباس سے ایک روایت نقل کی ہے کہ سب سے پہلے آدم نے بیت اللہ کی بنیاد رکھی، اس میں نماز پڑھی اور اس کا طواف کیا۔[37]

ح۔سلام کہنا: حضرت آدم علیہ السلام کی جانب سے قائم معاشرے میں ایک ثقافتی رویہ سلام کے آداب کی شکل میں نظر آتا ہے۔ صحیح بخاری کی حدیث ہے کہ آدم کو حکم ہوا کہ فرشتوں کے پاس جائیں اور انہیں سلام کہیں اور ان کا جواب سنیں کیوں کہ یہی قیامت تک ان کی اولاد کا سلام ہو گا۔ آدم علیہ السلام آئے اور کہا السلام علیکم۔فرشتوں نے جواباً کہا: وعليك السلام ورحمة الله۔[38]

ط۔چھینک پر دعا: صحیح ابن حبان میں سیدنا انس بن مالک کی حدیث ہے کہ جب آدم میں روح پھونکی گئی اور روح ان کے سر میں پہنچی تو آدم نے چھینک ماردی اور کہنے لگے: الحمد لله ، جواباً کہا گیا : يرحمك الله[39]

ی۔دائیں ہاتھ کا استعمال: دائیں ہاتھ سے کام کرنا بھی سنت آدم ہے۔حدیث کے مطابق اللہ تعالیٰ نے آدم کو ہاتھ کے انتخاب کا اختیار دیا تو انہوں نے دائیں ہاتھ کا انتخاب کیا۔[40]

۵۔معاشرتی ادارے:

الف۔خاندان: خاندان ایک سماجی و ثقافتی ادارہ ہے۔یہ ادارہ جنس بشری کی بقاء اور اجتماعی وجود کے لیے اہم ترین بھی ہے اور بنیادی ضرورت بھی ہے۔انسانی معاشرہ میں اس کی حیثیت مستقل رہی ہے ۔قرآن کریم نے حضرت آدم علیہ السلام کی زوجہ اور دو بیٹوں کا ذکر کیا ہے:

ا۔اماں حوا: حوّاء، حضرت آدم علیہ السلام کی رفیقہ حیات تھیں، جنت میں بھی اور دنیاوی زندگی میں بھی۔آپ کا نام حدیث میں آتا ہے۔[41]حضرت حواء کو حضرت آدم علیہ السلام کی پسلی سے پیدا کیا گیا۔[42] آپ کی وفات حضرت آدم علیہ السلام کے انتقال کے ایک سال بعد ہوئی۔[43]

بیٹے: قرآن کریم نے آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں کا ذکر کیا ہے۔تاریخی روایات میں ان کے نام ہابیل اور قابیل ہیں۔

۔ہابیل: قرآن مجید نے ان کی قربانی، تقوی، صلح جوئی، اور خوف خدا جیسے اوصاف کو اجاگر کیا ہے ۔رسول اللہ ﷺ نے بھی حضرت آدم علیہ السلام کے اس بیٹے کی تعریف پر الفاظ کہے تھے۔ایک صحابی کو نصیحت کرتے ہوئے کہ ظلم کا بدلہ ظلم سے نہ دیا جائے آپ ﷺ نے فرمایا: ((كُنْ كَابْنِ آدَمَ))[44]

قابیل: یہ ہابیل سے چھوٹا تھا۔ اس نے اپنے بھائی کو ظلم وزیادتی سے قتل کیا اور نادم ہوا۔ حدیث نبوی ہے کہ قیامت تک جو مظلوم قتل ہو گا، اس کے قتل کے گناہ کا کچھ وبال وذمہ داری اس قابیل پر ہو گی۔[45]

شیث: شیث آدم کے تیسرے بیٹے تھے اور نبوت کے منصب پر فائز تھے اور ان پر پچاس صحیفے نازل ہوئے۔[46]

ان تین کے علاوہ تاریخ طبری میں کچھ اور بیٹوں اور بیٹیوں کے نام بھی ملتے ہیں۔ بیٹوں میں: اباد ۲۔ بالع ۳۔ اثاثی ۴۔ توبہ ۵۔ بنان ۶۔ شبوبہ ۷۔ حیان ۸۔ ضرابیس ۹۔ ہذر ۱۰۔ یحود ۱۱۔ سندل ۱۲۔ بارق۔ بیٹیوں میں: ۱۔ اقلیما ۲۔ لیوذا ۳۔ اشوث ۴۔ حزورتہ کے اسماء ملتے ہیں۔[47]

ب۔ شادی (Marriage) : پہلے انسان آدم علیہ السلام کی تخلیق ہوئی تو انہیں تنہا نہیں بھیجا گیا، بلکہ ان کی رفاقت کے لئے انہی سے اُن کا جوڑا بنایا۔ شادی مرد اور عورت کے درمیان قانونی، معاشرتی اور ثقافتی معاہدہ ہے۔ یہ انسانی معاشرے کا پہلا ادارہ ہے، اور خاندان کی بنیاد ہے۔ قوم آدم کی ثقافت میں ہمیں دو شادیوں کا ذکر ملتا ہے۔

ا۔ آدم وحواء علیہا السلام کی شادی: حضرت آدم اور حضرت حواء علیہا السلام کی شادی اللہ تعالی کی نگرانی میں ہوئی۔ اللہ کا فرمان ہے: ﴿ یآدمُ اسْکُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ ﴾ (ترجمہ: آدم تم اور تمہاری بیوی جنت میں رہو۔)

۲۔ ہابیل وقابیل کی شادی: تاریخ کی کتب میں مذکور ہے کہ ہابیل اور قابیل کی باہمی لڑائی کی بنیادی وجہ ان کی شادی کا تنازعہ تھا۔ جس کا بالآخر نتیجہ قابیل کے ہاتھوں ہابیل کے قتل کی صورت میں نکلا تھا۔

ج۔ تعلیم وتربیت: انسان کا معاشرتی زندگی گزارنے کے انداز اور بیرونی ماحول کے ساتھ مطابقت کرنے کے گر سیکھنے کا نام تعلیم ہے۔ تعلیم ایک قسم کی تربیت ہے جو فرد کو معاشرے میں رہنے کے قابل بناتی ہے۔ دنیا کا کوئی معاشرہ اور کوئی ثقافت تعلیم کے بغیر نہیں چل سکتی۔ اگر تعلیم کا عمل نہ ہوتا، تو ثقافتی ترسیل ممکن نہ ہو پاتی۔[48]

اللہ تعالی نے دنیا کے پہلے انسان کی تعلیم وتربیت کا بندوبست خود کیا۔ حضرت آدم علیہ السلام کو تمام چیزوں کے نام سکھائے اور اسی ذریعے سے بنی آدم اور نسل انسانیت کی تعلیم کا بھی بندوبست کر دیا۔ چنانچہ ارشاد ہوا: ﴿وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا﴾ [البقرة: 31] (ترجمہ: اور آدم کو (اللہ نے) سارے نام سکھا دیئے۔) سیدنا ابن عباس فرماتے ہیں: "الأسماء" سے مراد وہ تمام نام ہیں جن سے لوگ ایک دوسرے سے جان پہچان کرتے ہیں، مثلاً انسان، جانور، زمین، میدان، دریا، پہاڑ، اونٹ، گدھا اور دوسری تمام چیزیں۔[49] امام مجاہد فرماتے ہیں: آدم علیہ السلام کو تمام جانوروں، تمام پرندوں اور ہر چیز کا نام سکھایا۔[50] ڈاکٹر نصیر احمد ناصر لکھتے ہیں کہ انسان کی ثقافتی زندگی کا آغاز اسی دن ہو گیا تھا جب اللہ تعالی نے انسان کے اندر علم وفن کو سیکھنے اور ترقی کرنے کے لا محدود امکانات عطا کر دیئے۔ بشر کو حواس قلب کا نظام دیا جن کے بنا انسان کا علوم وفنون کو سیکھنا محال ہے۔ زمان ومکان کا نظام عطا

کیا یعنی پہاڑوں، دریاؤں، جنگلوں اور آسمان میں ستاروں کو دیکھ کر رہائشگاہوں، نظام آبپاشی، صنعتی نظام، علم حساب وغیرہ کو سیکھ لیا۔[51]

ہ۔ حکومت: ہر معاشرہ کا ایک اپنا نظام حکومت ہوتا ہے۔ حکومت ایک اہم سیاسی ادارہ ہے جو کسی ملک کے ثقافت کے مطابق قانون سازی کرتی ہے۔ امن وامان قائم کرتی ہے، ترقیاتی کاموں کی منصوبہ بندی کرتی ہے اور دفاع کا نظام قائم کرتی ہے۔[52] قصہ حضرت آدم میں ہمیں نظام حکومت کا اشارہ بھی ملتا ہے۔ ابلیس نے آدم کو درخت کا پھل کھانے پر اکسایا اور کہا: ﴿وَ مُلْكٍ لَّا يَبْلٰى﴾ (ترجمہ: اور وہ بادشاہی حاصل ہو جاتی ہے جو کبھی پرانی نہیں پڑتی ۔)

و۔ جرم وسزا: قتل: انسانی معاشرہ کا پہلا گھناؤنا جرم قابیل سے سرزد ہوا۔ اس نے اپنے بھائی ہابیل کو قتل کر دیا۔ اس نے ہابیل کو لوہے کی برچھی مار کر یا سر پر پتھر مار کر یا ایک اور روایت کے مطابق گلا گھونٹ کر قتل کر دیا۔[53]

ب۔ مادی ثقافت:

انسان اپنے رہنے سہنے اور سہولت و تفریح کے لئے جو چیزیں بناتا ہے وہ مادی ثقافت کے زمرے میں آتی ہیں۔ اللہ تعالی نے انسان کے جنت میں قیام کے دوران ہی اسے تہذیبی ومادی ترقی کے لئے درکار وسائل سے کسی حد تک روشناس کرا دیا تھا۔ انسان جنت میں قیام کے دوران ہی ذہنی طور پر اس بات کے لئے تیار ہو چکا تھا کہ اسے کرہ ارضی میں جا کر ایک مشقت سے بھرپور زندگی گزارنی ہو گی۔ اسے اپنا کھانا پینا، لباس، سواری اور دیگر حوائج حیات کے لئے اپنا سامان خود کرنا ہو گا۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ زمین پر وارد ہوتے ہی اولادِ آدم نے مختلف اشیاء بنانا شروع کر دیں۔ درج ذیل سطور میں ہم حضرت آدم علیہ السلام کے دور میں نظر آنے والی تہذیبی ومادی ترقی کا جائزہ لیتے ہیں۔

ا۔ مسکن وجغرافیہ: جنت سے خروج کے بعد حضرت آدم علیہ السلام اپنے خاندان سمیت زمین پر مکہ اور طائف کے درمیان "دحنا" نامی جگہ قیام پذیر ہو گئے۔ حسن بصری کہتے ہیں آدم کو ہندوستان میں، حواء کو جدہ میں اتارا گیا۔[54]

۲۔ اکل وشرب: کھانا پینا انسان کی بنیادی حیاتیاتی ضرورت ہے۔ کھائے پئے بغیر انسان زندہ نہیں رہ سکتا۔ جنت میں قیام کے دوران کھانا پینا اور لباس وغیرہ آدم علیہ السلام کا مسئلہ نہ تھا۔

۳۔ لباس: انسان کے لئے لباس اللہ نے اتارا ہے۔ اس کا مقصد ستر کی پوشیدگی ہے۔ مولانا مودودی کہتے ہیں:

"لباس محض ایک بیرون آلہ ستر پوشی اور اوپری ذریعہ حفاظت جسم ہی نہیں ہے، بلکہ وہ قومی نفسیات، قومی تہذیب و تمدن، قومی روایات اور قوم کی اجتماعی حالت کے اندر بہت گہری جڑیں رکھتا ہے۔۔۔ اور اس حیثیت سے لباس دراصل ایک زبان ہے جس کے ذریعے قوم کلام کرتی ہے اور دنیا کو اپنی اجتماعی معنویت سے روشناس کراتی ہے۔"[55]

لباس انسانی فطرت کا حصہ ہے۔ اسی لیے آدم و حواء علیہما السلام کو پیدائش کے فوراً بعد لباس عطا کر دیا گیا۔ جنت میں دونوں فطری لباس میں رہتے تھے۔ وھب بن منبّہ کی روایت کے مطابق انکی شرمگاہوں کے لئے حجابِ نور عطا کیا گیا تھا۔ سیدنا ابن عباس فرماتے ہیں کہ حضرت آدم و حواء کا لباس ناخنوں کی طرح ہوتا تھا۔[56] زمین پر اترنے کے بعد ہمیں آدم علیہ السلام جبّہ میں اور حواء علیہا السلام گاؤن اور دوپٹہ میں نظر آتے ہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ انھوں نے بھیڑ کے بالوں سے دھاگا بنایا پھر اسی دھاگے سے اپنے لیے مندرجہ بالا لباس تیار کیے۔[57]

۴۔ زبان: انسان مختلف اشیا کے مختلف نام رکھ کر مافی الضمیر کا اظہار کرتے ہیں۔ اسی کو ہم زبان کہتے ہیں۔ زبان کے آغاز کے حوالے سے لسانیات میں مختلف آراء و نظریات ملتے ہیں۔ ان نظریات میں ایک بہت بڑا نظریہ یہ ہے کہ زبان کا خالق اللہ تعالی ہے۔ چوتھی صدی ہجری میں مسلم لغت دان علامہ ابن جنّی (۳۲۲۔۳۹۲ھ) نے سب سے پہلے یہ نظریہ پیش کیا، جس کے مطابق زبان کا آغاز ابوالبشر کے وجود میں آنے ہی سے ہو گیا تھا۔ اس بات کی گواہی قرآن کریم دیتا ہے۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے:﴿وعلم آدم الأسماء كلها﴾ (ترجمہ: اور آدم کو تمام نام سکھا دیے)[58]
امام قرطبی بھی "اسماء" سے مراد لغات یا زبانیں ہی لیتے ہیں۔[59]

حضرت آدم علیہ السلام کی زبان بارے تین آراء ہیں۔ اول، مذکورہ قرآنی آیت کے مصداق اللہ تعالی نے آدم کو تمام زبانیں سکھا دی تھیں۔ دوم، آدم علیہ السلام عربی زبان میں بات کرتے تھے۔۔ سوم، حضرت آدم اور انکی اولاد کی زبان سریانی تھی۔ حدیث میں آتا ہے کہ چار پیغمبر سریانی ہیں، آدم، شیث، ادریس اور نوح علیہم السلام۔[60]

۵۔ صنعت و حرفت: صحابی ابو موسی اشعریؓ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالی نے جب آدم کو جنت سے اتار کر زمین پہ بھیجا تو اسے ہر چیز بنانا سکھائی۔[61] مفتی محمد شفیع فرماتے ہیں: تمام ضروری صنعتوں کی ابتدا وحی کے ذریعے ہوئی۔ پھر ان میں بتدریج حسبِ ضرورت اضافے اور سہولتیں واقع ہوئی ہیں۔ سب سے پہلے آدم نے بذریعہ وحی زمین کی آبادکاری و کاشتکاری کی صنعت کا آغاز کیا۔ رفتہ رفتہ پہیے کی ایجاد کا تعلق بھی اسی سلسلہ سے ہے۔[62] حضرت آدم علیہ السلام کی ثقافت میں موجود متعدد پیشوں کا ذکر ملتا ہے:

الف۔ زراعت: علامہ ابن خلدون لکھتے ہیں کہ زراعت دنیا کا سب سے پہلا پیشہ ہے اور یہ حضرت آدم کی طرف منسوب ہے۔[63] ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ زمین پر آدم علیہ السلام کا پہلا کھانا یہ تھا کہ حضرت جبرائیل گندم کے سات دانے لے کر آئے اور کہا کہ انہیں اگائیے۔ انہیں اگایا گیا، آٹا بنایا گیا، گوندھا گیا اور روٹیاں بنائیں گئیں۔[64]

ب۔ کپڑا سازی: آدم علیہ السلام کے لیے پہلا لباس بھیڑ کے بالوں سے تیار ہوا، آدم علیہ السلام نے دھاگا بنایا پھر اس سے اپنے لیے جبّہ اور حواء کے لیے گاؤن اور ڈوپٹہ تیار کیا۔[65]

ج۔ گلہ بانی: ہابیل نے گلہ بانی کا پیشہ اپنایا۔ وہ مویشی پال کر گزر بسر کرتے تھے۔[66]

۶۔ چرند پرند: قوم حضرت آدم علیہ السلام کی ثقافت میں ہمیں متعدد جانوروں اور ایک پرندے کا نام بھی ملتا ہے۔ پرندوں میں کوّے کا ذکر ملتا ہے۔ جانوروں میں سے ہمیں بھیڑ (الضأن)، بکری (غنم) کا ذکر ملتا ہے۔[67]

۷۔ اوزار و آلات: قصہ آدم علیہ السلام کے جائزہ لیتے ہوئے ہمیں متعدد انسانی آلات کا ذکر بھی ملتا ہے۔ ظنِ غالب یہی ہے کہ یہ اوزار و آلات اولادِ آدم کی کاریگری کا نمونہ ہونگے۔ لوہا اور تانبا بھی اسی دور میں ایجاد ہوا اور آدم علیہ السلام کی اولاد میں توبلقین نامی شخص اس کا موجد بتایا گیا ہے۔[68] ۔ آلات یہ ہیں: ۱۔ لوہے کی سل ۲۔ چمٹا ۳۔ ہتھوڑا ۴۔ چھری ۵۔ تندور[69] ۶۔ برچھی[70] ۷۔ کلہاڑا، بیلچہ[71]۔ کچھ آلات موسیقی کا بھی ذکر ملتا ہے مثلا: بانسری اور ڈھول۔[72]

۸۔ پودے و پھل: جنت میں قیام کے دوران ہمیں ایک درخت کا ذکر ملتا ہے جس کا پھل کھانے سے آدم اور حواء علیہما السلام کو منع کیا گیا تھا۔ اس شجر خلد کے بارے میں مسند احمد میں ایک حدیث ہے کہ جنت میں ایک درخت ہے ۔ ایک سوار شخص سو سال چلتا رہے پھر بھی اس کے سائے سے باہر نہیں نکل سکتا۔[73] درخت کی نوعیت کے بارے میں مختلف روایات ہیں: انگور، گندم، کھجور، سنبل، اور زیتون سب کے نام ملتے ہیں۔[74] ہمیں پتوں (ورق الجنۃ) کا بھی ذکر ملتا ہے۔ ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ وہ انجیر کے پتے تھے۔[75]

پھل: سیدنا ابن عباس فرماتے ہیں کہ جنت سے آدم علیہ السلام کے ساتھ ۳۰ قسم کے پھل اتارے گئے۔ اس میں سے بعض وہ تھے جن کا اندرونی و بیرونی حصہ کھایا جاتا تھا۔ وہ بھی تھے جس کا اندرونی حصہ تو کھایا جاتا تھا لیکن بیرونی حصہ پھینک دیا جاتا تھا، اور وہ بھی تھے جن کا صرف بیرونی حصہ کھایا جاتا تھا۔[76] ان پھلوں میں اخروٹ، بادام، پستہ، کیلا، آڑو، بیر، انگور، شہتوت، کھجور، انار، خوبانی، آلو بخارا، سیب، ناشپاتی، لیمو، اور خربوزہ وغیرہ قابلِ ذکر ہیں۔[77]

خلاصہ بحث:

ثقافت چونکہ کسی معاشرے کے لوگوں کے رہن سہن کا انداز یا طرزِ زندگی ہے جس میں ان کا طرزِ فکر اور طرزِ عمل دونوں شامل ہیں، چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ انسانی معاشرہ کے اولین انسان حضرت آدم علیہ السلام کے وجود میں آتے ہی ثقافت کا آغاز ہو گیا۔ جنت جیسے مسکن میں تو انہیں مادی اسباب کے حصول کی فکر نہ تھی کیونکہ یہ مادی لوازمات مثلاً رہائش، لباس اور خوراک وغیرہ سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ تھے۔ لیکن جب انہیں مسکنِ ارضی عطا کیا گیا، تو اب انہیں مشقت برداشت کر کے ہی نظامِ زندگی چلانا تھا، چنانچہ انہیں فکری راہنمائی سے نوازا گیا اور معاشرتی زندگی کو گزارنے کے لئے مادی اسباب فراہم کر دیئے گئے۔ اسی سے انسان کی مادی و غیر مادی ثقافت کا آغاز ہو گیا۔

حواشی و حوالہ جات

1 تفصیل کے لئے دیکھئے: ابن منظور، جمال الدين، محمد بن مكرّم، لسان العرب ، دار صادر، بيروت، 1994م. ج 7 ص 19؛ ابراهيم مصطفى وغيره، المعجم الوسيط، دار الدعوة، استانبول، تركيا، 1989م. ج 1 ص 98

2 The Oxford English Dictionary, Oxford University Press, London, 1992. Vol.2, P.1247.

3 David L. Sills, International Encyclopedia of the Social Sciences, The Macmillan Company, USA, 1998, Vol. 3, P.527

4 تفصیلات کے لئے: الخالدی، صلاح، (الدكتور)، القصص القرآنی، دارالقلم، دمشق، 2007م. ج 1، ص 82

Al-Khāldī, Ṣallāḥ, al-Qaṣṣaṣ al-Qur'āni, Dār al-Qalam, Demashq, 2007AD, vol 1 pg 82

5 مسلم، صحيح مسلم، باب ابتداء الخلق وخلق آدم عليه السلام، (رقم الحديث: 6920)،دار السلام للنشر والتوزيع،الرياض، المملكة العربية السعودية، 2000م.

Muslim, Ṣaḥīḥ Muslim, Bāb Ibtidā' al-Khalq wa Khalq Ādam Alayihislām, H: 6920, Dār al-Salām li a-Nashr wa al-Tawzī', al-Mamlaka al-Arabiyyah al-Saudiyyah, 2000AD

6 الطبري، محمد بن جرير، جامع البيان عن تأويل آي القرآن (المعروف بتفسير الطبري)، مؤسسة الرسالة، بيروت، لبنان، 1994م. ج 1، ص 475

Al-Ṭabarī, Muḥammad ibn Jarīr, Jāmi' al-Bayān 'An Ta'wīl Āyi al-Qur'ān, Mu'assisah al-Risālah, Beirūt, Lebanon, 1994AD, vol 1, pg 475

7 قطب، سید، فی ظلال القرآن (ترجمہ: سید معروف شاہ شیرازی)، ادارہ منشورات اسلامی، لاہور، ۱۹۸۷ء۔ ج ۱، ص ۷۸

Qutub, Sayyid, Fī Ẓilāl al-Qur'ān, Translation Sayyid Ma'rūf Shāh Sherāzī, Idārahh Manshūrāt, Lahore, 1987AD, vol 1, pg 78

8 تفصیل کے لئے دیکھئے: مودودی، ابو الاعلی، سید، تفہیم القرآن، ادارہ ترجمان القرآن، لاہور، ۲۰۰۸۔ ج۵، ص۲۵۶

Mawdūdī, Abū al-A'lā, Sayyid, Tafhīm al-Qur'ān, Idārah Tarjumān al-Qur'ān, Lahore, 2008AD, vol 5, pg 256

9 البخاري، محمد بن اسماعيل، صحيح البخاري، دار ابن كثير، دمشق، 2002م. ج1 ص 817

Al-Bukhārī, Muḥammad ibn Ismā'īl, Ṣaḥīḥ al-Bukhārī, Dār Ibn Kathīr, Demashq, 2002AD, vol 1 pg 817

10 الطبري، محمد بن جرير، تفسير الطبري، ج 1، ص487

Tafsīr al-Ṭabarī, vol 1, pg 487

11 الترمذي، سنن الترمذي (الجامع الكبير)، كتاب تفسير القرآن، باب " ومن سورة البقرة" (رقم الحديث: 2955)، دار الغرب الإسلامي، بيروت، لبنان، 2006م. ج 5، ص 71

Al-Tirmidhī, Sunan al-Tirmidhī (Jāmi' al-Kabīr), Kitāb Tafsīr al-Qur'ān, Bāb wa min Sūrah al-Baqarah, (H: 2955), Dār Gharb al-Islami, Beirūt, Lebanon, 2006AD, vol 5, pg 71

12 الطبري، محمد بن جرير، تفسير الطبري، ج 1، ص 497

Tafsīr al-Ṭabarī, vol 1, pg 497

13 ایضا، ج1، ص484

Ibid, vol 1, pg 484

14 دیکھئے: أحمد بن حنبل، مسند الإمام أحمد بن حنبل بتحقيق الأرناؤوط (رقم الحديث: 10913)، مؤسسة الرسالة، بيروت، لبنان، 2009م. ج 16، ص 532؛ ابن عساكر، تأريخ مدينة دمشق، دار الفكر، دمشق، سوريا، 1995م. ج 7، ص 404

Aḥmad ibn Ḥanbal, Musnad al-Imam Aḥmad ibn Ḥanbal bi Taḥqīq al-Arna'ūt, H: 10913, Mu'assisah al-Risālah, Beirūt, Lebanon, 2009AD, vol 16

15 نجار، عبد الوہاب، قصص الانبیاء، (ترجمہ: مولانا آصف نسیم)، البیان، لاہور، ۲۰۱۳ء۔ ص ص ۴۳۔۴۴

Najjār, Abdul Wahhāb, Qaṣṣaṣ al-Anbiyā', Translation: Mawlānā Asif Nasīm, al-Bayān, Lahore, 2013AD, pg. 43,44

16 مسلم ، صحيح مسلم، باب فضل يوم الجمعة، (رقم الحديث: 176)، ص 343

Ṣaḥīḥ Muslim, Bāb Faḍl Yawm al-Jummu'ah, (H: 176), pg. 343

17 تفصیل کے لیے: مسلم، صحيح مسلم، باب في أحاديث متفرقة (رقم الحديث 2996).

Ṣaḥīḥ Muslim, Bāb Fī Aḥādīth Mutafarriqah, H: 2996

18 دیکھیے: الأنبياء: 26-29

Al-Anbiyā': 26-29

19 دیکھیے:حم السجدۃ: 38

Ḥā Mīm Sajdah: 38

20 دیکھیے:الانبیاء :26

Al-Anbiyā': 26

21 ابن کثیر، البداية والنهاية، دار الكتب العلمية، بيروت، لبنان،2007م. ج 1، ص66

Ibn Kathīr, al-Bidāyah wa al-Nihāyah, Dār al-Kutub al-'Ilmiyyah, Beirūt, Lebanon, 2007AD, vol 1, pg 66

22 الطبري، تفسير الطبرى. ج 1، ص482

Tafsīr al-Ṭabarī, vol 1, pg 482

23 ایضا،ج 1،ص536

Ibid, pg 536

24 السيوطى، جلال الدين، لقط المرجان فى احكام الجانّ، مكتبة القرآن للطبع والنشر والتوزيع، القاهرة، مصر، 1988م. ص 320

Al-Suyūtī, Jalāl al-Dīn, Luqat al-Marjān fī Aḥkām al-Jānn, Maktabah al-Qur'ān li al-Ṭabā' wa al-Nashr wa al-Tawzī'', al-Qāhirah, Miṣr, 1988AD, pg 320

25 الطبري، تفسير الطبرى. ج 1، ص536

Tafsīr al-Ṭabarī, vol 1, pg 536

26 ایضا،ج 1،ص536

Ibid,

27 مسلم، صحيح مسلم، باب خلقِ الإنسان خلقاً لا يتمالك (رقم الحديث: 2611)؛ أبو داؤد الطيالسي، مسند أبي داؤد الطيالسي (تحقيق: محمد بن عبد المحسن التركي)، دار هجر، القاهرة، مصر، 1999م، ثابت البناني عن أنس بن مالك (رقم الحديث: 2123).

Ṣaḥīḥ Muslim, Bāb Khalq al-Insān Khalqan lā Yatamālik, H: 2611; Abū Dāwūd al-Ṭiyālsī, Musnad Abi Dāwūd al-Ṭiyālsī, Taḥqīq: Muḥammad ibn Abdul Moḥsin al-Turkī, Dār Hijr, al-Qāhirah, Miṣr, 1999AD, H: 2123

28 اصلاحی، امین احسن، تدبر قرآن، فاران فاؤنڈیشن، لاہور، ۱۹۹۳ء۔ ج ۳ ص ۲۳

Iṣlāḥī, Amīn Aḥsan, Tadabbur Qur'ān, Fārān Foundation, Lahore, 1993AD, vol 3, pg 32

29 ابن كثير، البداية والنهاية، ج 1 ص 76

Al-Bidāyah wa al-Nihāyah, vol 1, pg 76

30 اَیضا،ج1 ص73

Ibid, pg 73,

31 ایضا،ج1ص86

Ibid, pg 86

32 سعیدی، غلام رسول، تبیان القرآن، فرید بک سٹال، لاہور، ۲۰۰۷ء، ج۴، ص۶۵

Sa'īdī, Ghulām Rasūl, Tibyān al-Qur'ān, Farīd Book stall, Lahore, 2007AD, vol 4, pg 65

33 اصلاحی، امین احسن، تدبر قرآن، ج۱، ص۱۶۴

Tadabbur Qur'ān, vol 1, pg 164

34 أحمد بن حنبل، مسند الإمام أحمد بن حنبل، مسند عبد الله بن عباس (رقم الحديث: 2713)؛ ابن سعد، الطبقات الكبرى المعروف بطبقات ابن سعد(تحقيق: علي محمد عمر)، مكتبة الخانجي، القاهرة، مصر، 2001م، باب ذكر من ولد رسول الله صلى الله عليه وسلم من الأنبياء (رقم الحديث: 40)

Musnad Aḥmad ibn Ḥanbal, Musnad Abdullah ibn 'Abbās, H: 2713; ibn Saa'd, al-Ṭabaqāt al-Kubrā, Taḥqīq: Ali Muḥammad 'Umar, Maktabah Khānjī, al-Qāhirah, Miṣr, 2001AD, H: 40

35 سیوطی، جلال الدین، تفسیر درّ منثور (ترجمہ: گڑھی، مولانا خالد خان) دارالاشاعت کراچی، ۲۰۱۲ء، ج۱، ص۱۷۳

Al-Suyūtī, Jalāl al-Din, Tafsīr al-Durr al-Manthūr, Translation: Mawlānā Khālid Khān, Dār al-Ishā'at Karachi, 2012AD, vol 1, pg 173

36 تفصیل: فراہی، حمید الدین، اقسام القرآن (ترجمہ: امین احسن اصلاحی)، انجمن خدام القرآن، لاہور، ۱۹۷۵۔ ص ۱۴

Farāhī, Ḥamīd al-Dīn, Aqsām al-Qur'ān, Translation Amīn Aḥsan Iṣlāḥī, Anjuman Khuddām al-Qur'ān, Lahore, 1975AD, pg 14

37 سیوطی، جلال الدین، تفسیر درّ منثور ج۱، ص۳۴۱

Al-Durr al-Manthūr, vol 1, pg 341

38 البخارى، صحيح البخاري، باب خلق آدم صلوات الله عليه (رقم الحديث: 3099)؛ ابن الأثير، الكامل في التأريخ، المكتبة التوفيقية، القاهرة، مصر. ج 1 ص 48.

Bukhārī, Ṣaḥīḥ Bukhārī, H: 3099; Ibn al-Athīr, Al-Kāmil fi al-Tārīkh, al-Maktabah al-Tawfīqiyyah, al-Qāhirah, Miṣr, vol 1, pg 48

39 ابن حبان، صحيح ابن حبان، (تحقيق: أحمد شاكر)، دار المعارف، مصر، 2002م. (رقم الحديث: 6164)؛ النسائي، السنن الكبرى (حسن عبد المنعم)، باب ما يقول إذا عطس (رقم الحديث: 9645)، مؤسسة الرسالة، بيروت، لبنان، 2001م.

Ibn Ḥibbān, Ṣaḥīḥ ibn Ḥibbān, Taḥqīq: Aḥmad Shākir, Miṣr, 2002AD, H: 6164; al-Nisā'ī, al-Sunnan al-Kubrā, H: 9645, Mu'assisah al-Risālah, Beirūt, Lebanon, 2001AD

40 الترمذي، السنن للترمذي، باب ومن سورة المعوذتين (رقم الحديث: 3314)؛ الحاكم، المستدرك على الصحيحين (تحقيق: مصطفى عبد القادر) (رقم الحديث: 200)، دار الكتب العلمية، لبنان، 2002م.

Sunnan al-Tirmidhī, H: 3314; al-Ḥākim, al-Mustadrak al al-Ṣaḥīḥayn, Taḥqīq: Muṣṭafā Abdul Qādir H: 200, Dār al-Kutub al-'Ilmiyyah, Lebanon, 2002AD

41 البخاري، صحيح البخاري، باب خلق آدم صلوات الله عليه (رقم الحديث: 3330).

Ṣaḥīḥ Bukhārī, H: 3330

42 البخاري، صحيح البخاري،باب الوَصاةِ بالنساء (رقم الحديث 5186) ص 1321؛ مسلم ، صحيح مسلم، باب الوصية بالنساء (رقم الحديث 6344) ص 626

Ṣaḥīḥ Bukhārī, H: 5186, pg 1321; Ṣaḥīḥ Muslim, H: 6344, pg. 626

43 ابن كثير، البداية والنهاية، ج 1 ص 92

Al-Bidāyah wa al-Nihāyah, vol 1, pg 92

44 أحمد بن حنبل، مسند الإمام أحمد بن حنبل، مسند أبي إسحاق سعد بن أبي وقاص (رقم الحديث: 1545)؛ الموصلي، أبو يعلى، مسند أبي يعلى،(تحقيق: حسين سليم أسد) مسند سعد بن أبي وقاص (رقم الحديث: 739) ،دار المأمون للتراث، دمشق، سوريا، 1997م.

Musnad Aḥmad ibn Ḥanbal, Musnad Abī Isḥāq Saa'd ibn Abī Waqās, H: 1545; al-Mawṣalī, Abu Ya'lā, Musnad Abi Ya'lā, Taḥqīq: Ḥussayn Salīm Asad, H: 739, Dār al-Ma'mūn li al-Turāth, Demashq, Syria, 1997AD.

45 البخاري، صحيح البخاري، باب خلق آدم صلوات الله عليه (رقم الحديث: 3108)؛ أحمد بن حنبل، مسند الإمام أحمد بن حنبل، مسند عبد الله بن مسعود (رقم الحديث: 3503)

Ṣaḥīḥ Bukhārī, H: 3108; Musnad Aḥmad ibn Ḥanbal, Musnad Abdullah Ibn Mas'ūd, H: 3503

46 ابن حبان، صحيح ابن حبان، ذكر الاستحباب للمرء أن يكون له من كل خيرٍ حظٌّ.. (رقم الحديث: 361).

Ṣaḥīḥ ibn Ḥibbān, H: 361

47 الطبري، محمد بن جرير، تأريخ الأمم والملوك (تحقيق: محمد أبو الفضل ابراهيم)، دار المعارف، بيروت، لبنان،1997م، ج 1 ص 150-55

Al-Ṭabarī, Muḥammad ibn Jarīr, Tārīkh al-Umam wa al-Mulūk, Taḥqīq: Muḥammad Abu Faḍl Ibrāhīm, Dār al-Mu'ārif, Beirūt, Lebanon, 1997AD, vol 1, pg 150-155

48 تفصیل کے لئے: تگہ، عبد الحمید، عمرانی اصول، امتیاز بک ڈپو، لاہور، ۲۰۱۶ء۔ ص ۲۷۶

Taggah, Abdul Ḥamīd, 'Umrānī Usūl, Imtiyāz Book depot, Lahore, 2016AD, pg. 276

49 ابن كثير، البداية والنهاية، ج 1 ص 65

Al-Bidāyah wa al-Nihāyah, vol 1, pg 65

50 ایضا،ج1ص65

Ibid,

51 ناصر، نصیر احمد (ڈاکٹر)، اسلامی ثقافت، فیروز سنز، لاہور، ص ۴۱۔۴۳

Nāṣir, Naṣīr Aḥmad, Islami Thaqāfat, Fayroz Sons, Lahore, pg 41-43

52 ابن خلدون، عبد الرحمن، مقدمہ ابن خلدون، (ترجمہ: مولانا عبد المجید صدیقی)، المیزان ناشران کتب، لاہور، ۲۰۰۵ء۔ ص ۴۰۰

Ibn Khuldūn, Abdul Rehman, Muqaddimah Ibn Khuldūn, Translation: Abdul Mājid Ṣiddīqui, al-Mīzān Nashirān Kutub, Lahore, 2005AD, pg 400

53 ابن کثیر، البداية والنهاية، ج 1 ص 86

Al-Bidāyah wa al-Nihāyah, vol 1, pg 86

54 ایضا، ج1ص74

Ibid, vol 1, pg 74

55 مودودی، ابوالاعلی، لباس کا مسئلہ، مجلہ: معارف، دار المصنفین، اعظم گڑھ، یو۔پی۔، انڈیا۔ جلد ۲۴، شمارہ ۶، ص ۴۲۰

Mawdūdī, Abū al-A’lā, libās ka Mas’alah, Mujallah Mu’ārif, Dār al-Muṣannifīn, A’zam Garh, U.P India, Vol 24, no. 6, pg. 420

56 الحاكم، المستدرك على الصحيحين، تفسير سورة الأعراف (رقم الحديث: 3172).

Al-Mustadrak, Tafsīr Sūrah al-A’rāf, H: 3172

57 ابن کثیر، البداية والنهاية، ج 1 ص 85؛ الطبري، تأريخ الأمم والملوك، ج 1 ص 135

Al-Bidāyah wa al-Nihāyah, vol 1, pg 85; Tārīkh Umam wa al-Mulūk, vol 1, pg 135

58 تفصیل کے لئے: العزب، محمد أحمد، عن اللغة والأدب والنقد، مؤسسة المعارف للطباعة والنشر، مصر، 1998م. ص 15

Al-‘Azb, Muḥammad Aḥmad, ‘An Lugha al-Arabiyyah wa al-Adab wa al-Naqd, Mu’assisah al-Mu’ārif li al-Ṭabā’ah wa al-Nashr, Miṣr, 1998AD, pg 15

59 قرطبی، تفسیر قرطبی (ترجمہ: یسین، اکرام الحق، ڈاکٹر)، شریعہ اکیڈمی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد، ۲۰۱۱ء، ج ۲، ص ۵۵

Qarṭubī, Tafsīr Qarṭubī, Translation: Dr Ikram al-Ḥaqq Yāsīn, Sharī’ah Academy, International Islamic University Islamabad, 2011AD, vol 2, pg 55

60 ابن حبان، صحيح ابن حبان، ذكر الاستحباب للمرء أنْ يكونَ له من كلّ خيرٍ حظٌّ(رقم الحديث: 366)

Ṣaḥīḥ Ibn Ḥibbān, H: 366

61 ابن کثیر، البداية والنهاية، ج 1 ص 74

Al-Bidāyah wa al-Nihāyah, vol 1, pg 74

62 محمد شفیع، مفتی، معارف القرآن، مکتبہ معارف القرآن، کراچی، ۲۰۰۸ء، ج ۴ ص ۶۲۰

Muḥammad Shafī’, Muftī, Mu’ārif al-Qur’ān, Maktaba Mu’ārif al-Qur’ān, Karachi, 2008Ad, vol 4, pg 620

63 ابن خلدون، تاریخ ابن خلدون (ترجمہ: راغب رحمانی)، نفیس اکیڈمی، کراچی، ۲۰۰۱ء، ج ۲ ص ۲۱۴

Ibn Khuldūn, Tārīkh Ibn Khuldūn, Translation: Rāghib Raḥmāni, Nafīs Academy, Karachi, 2001AD, vol 2, pg 214

64 ابن كثير، البداية والنهاية، ج 1 ص 85
Al-Bidāyah wa al-Nihāyah, vol 1, pg 85

65 ایضا، ج1ص85
Ibid,

66 الطبري، تأريخ الأمم والملوك، ج 1 ص 140
Tārīkh Umam wa al-Mulūk, vol 1, pg 150

67 الطبري، تأريخ الأمم والملوك، ج 1 ص 148
Ibid, pg 148

68 ابن كثير، البداية والنهاية ، ج 1 ص88

Al-Bidāyah wa al-Nihāyah, vol 1, pg 88

69 السیوطی، جلال الدین، تفسیر درّ منثور ج۱، ص ۱۶۲
Al-Durr al-Manthūr, vol 1, pg. 162

70 ابن كثير، البداية والنهاية، ج 1 ص 86
Al-Bidāyah wa al-Nihāyah, vol 1, pg 86

71 ایضا، ج1ص91
Ibid, pg 91

72 ایضا، ج1ص88
Ibid, pg 88

73 أحمد بن حنبل، مسند الإمام أحمد بن حنبل، مسند أبي هريرة (رقم الحديث: 9436)
Musnad Aḥmad ibn Ḥanbal, Musnad Abī Hurayrah H: 9436

74 ابن كثير، البدية والنهاية، ج 1 ص 68-69؛ الطبري، تفسير الطبري ،ج1 ص 265
Al-Bidāyah wa al-Nihāyah, vol 1, pg 68-69; Tafsīr al-Ṭabarī, vol 1, pg 265

75 ابن كثير، البدية والنهاية، ج 1 ص 72
Al-Bidāyah wa al-Nihāyah, vol 1, pg 72

76 سیوطی، جلال الدین، تفسیر در منثور ج۱، ص159
Al-Durr al-Manthūr, vol 1, pg. 159

77 الطبري، تأريخ الأمم والملوك، ج 1 ص 126
Tārīkh Umam wa al-Mulūk, vol 1, pg 126